علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ۔حالات وعلمی کاوشیں

ʿAllāma Muḥammad ʿAbd al-Ḥakīm Sharf Qādrī: Hagiography and his Intellectual Heritage

Muhammad Touseef
Ph.D. Scholar
Department of Religion and Thought System
Ecole Pratique des Hautes Etudes, Paris, France

Dr. Mumtaz Ahmed Sadidi
Chairman
Department of Arabic
Minhaj University, Lahore

ABSTRACT

ʿAllāma Muḥammad ʿAbd al-Ḥakīm Sharf Qādrī was one of the most eminent religious scholar and Sufi in South Asia, particularly in Pakistan. He studied Islamic and Arabic sciences from the great scholars of the time. He devoted his entire life to promote the accurate understanding of Islam. For this purpose, he wrote several books and treatises in different languages such as Urdu, Persian, and Arabic both in prose and poem with different themes especially the translation of Quran in Urdu language which is a research-based literary work demonstrates his skills in Arabic, Urdu, and Quranic sciences. A close reading of his life and intellectual activities shows that he had ambition to promote an accurate believes and doctrinal conception of Islam, especially in sunni school of thought. ʿAllāma Sharf Qādrī was an inaugural act that has left a deep legacy for Islam in Pakistan.

Keywords: *ʿAllāma, Sunni, Qādrī, hagiography, treatises, legacy.*

مسلم علماء اور صوفیاء کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت ساؤتھ ایشیا میں صدیوں سے اسلام کا پرچم لہلہا رہا ہے۔ جب ہم تعلیم و تدریس اور عورت وارشاد کے میدان میں مظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ان علماء اور صوفیاء کے نام ملتے ہیں جن کی زبانوں پر صبح ومسا قال اللہ وقال الرسول ﷺ کے نغمے سجے تھے، جن کے دم قدم سے قریہ قریہ نگر نگر توحید و رسالت کا نور پھیلا، پیش نظر تحقیقی مقالے میں اس سوال کا جواب تلاش کیا جائے گا کہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے چودھویں صدی کے اختتام اور پندرہویں صدی کے آغاز پر تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے میدان میں خدمات سرانجام دیں۔

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کے حالاتِ زندگی

علامہ شرف قادری کی علمی کاوشوں کا جائزہ لینے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اختصار سے آپ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی جائے تاکہ آپ کی دینی اور علمی شخصیت کے خدوخال واضح ہوں۔

نام ونسب

آپ کا پورا نام محمد عبدالحکیم بن مولوی اللہ دتہ المعروف "حافظ جی"ابن نور بخش ہے۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت ہونے کی وجہ سے قادری کہلاتے تھے۔[1]

ولادت وپرورش

آپ ۱۳، اگست ۱۹۴۴ء کو مرزاپور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔[2] آپ کے والد نہایت ہی صوم وصلوۃ کے پابند تھے جن کی خصوصی تربیت اور مقبول ادعیہ کے سایہ میں (علامہ شرف قادری) پروان چڑھے اور قیام پاکستان کے بعد تین سال کی عمر میں والدین کے ساتھ لاہور کی طرف ہجرت کی۔[3]

علامہ شرف قادری اپنے بچپن کے بارے میں کہتے ہیں:

"میں ابھی دو اڑھائی سال کا تھا کہ مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی، "مؤلف تفسیر نعمانی" مجھے مولوی عبدالحکیم کہہ کر پکارتے تھے۔ مولانا غلام الدین اشرفی از راہِ شفقت ومحبت مجھے علامہ اور فاضل لاہوری کہا کرتے تھے۔"[4]

یہ علامہ شرف قادری کے نیک اور صالح والدین کی اچھی تربیت، نیک تمناوں کے ساتھ ساتھ مولانا محمد حبیب اللہ نعمانی اور مولانا غلام الدین اشرفیؒ کی دعاؤں کا ثمر تھا کہ حضرت شرف قادری نہ صرف خود علامہ بنے بلکہ آپ کے سینکڑوں شاگرد علماء اور مبلغین بنے۔

خاندان

کسی بھی شخصیت کی تعمیر وتربیت میں اس کے والدین کے۔۔اور رجحان، ان کے شبانہ روز کے معمولات کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔علامہ شرف قادری کے والد اور والدہ، دونوں کی پرورش دینی اور مذہبی ماحول میں ہوئی۔ دونوں کی تربیت ایک نیک دل اور خدا ترس خاتون "ماں جی جنت بی بیؒ" نے کی۔[5] حضرت شرف صاحب کے والدین سراپا خیر وبرکت اور تقوی کے پیکر تھے، دونوں میں عبادت کا ذوق کمال درجہ کا تھا، آپ کے والدین کے تقویٰ اور اعمال صالحہ کی برکتیں علامہ شرف قادری کی شخصیت میں واضح طور پر منعکس تھیں۔

والد ماجد

علامہ شرف قادری اپنے والد گرامی کے حوالے سے لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

"مولانا مولوی اللہ دتہ ہوشیار پوری ثم لاہوری المعروف حافظ جی، درمیانہ قد، کتابی چہرہ، ناک کسی قدر موٹی، آنکھیں درمیانی، نگاہیں تیز، سر پر نفاست سے باندھی پگڑی، کرتے اور تہبند میں ملبوس، نگاہیں نیچی، زبان محو ذکر، اسلاف کی یادگار، نپے تلے قدم اٹھاتے ہوئے، گھر سے مسجد جاتے ہوئے جس گلی کوچے سے گزرتے، مرد وزن، بچے بوڑھے، جوان سب ہی

کہتے " حافظ جی ! السلام علیکم۔"ان کی گفتگو عالمانہ، پروقار اور مؤثر ہوتی تھی کہ محفل میں بیٹھنے والے تمام خواص و عوام ہمہ تن گوش ہو کر سنتے، طبیعت میں ظرافت بھی بدرجہ اتم تھی اس لیے ان کی گفتگو کی حلاوت، احباب محفل کی توجہ مکمل طور پر اپنی طرف مبذول کر لیتی تھی۔ علماء کی مجلس میں خاموشی سے بیٹھتے اور بوقت ضرورت لب کشائی کرتے تھے۔ جب کلام کرتے تو اتنے اعتماد سے گفتگو کرتے کہ اہل علم حضرات بھی توجہ سے سنتے تھے۔ عموماً تنہا بیٹھ کر درود شرف پڑھتے رہتے یا مصروف ذکر و دعا رہتے۔ کئی بار آدھی رات یا اس کے کچھ بعد آنکھ کھل جاتی تو اٹھ کر مسجد میں چلے جاتے اور باقی رات یاد الٰہی میں مصروف رہتے اور صبح کی نماز پڑھ کر ہی واپس آتے۔"[6]

علامہ شرف قادری کے والد اگرچہ ظاہری طور پر دولت مند نہ تھے لیکن وہ کسی حاجت مند کی مجبوری اور لاچاری نہیں دیکھ سکتے تھے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ راہ چلتے ہوئے کسی نے جوتے کا سوال کر دیا تو اسے جوتا دے دیتے اور خود ننگے پاؤں واپس آجاتے۔ کسی نے کپڑے مانگے تو کپڑے دے دیتے، سفر پر جاتے تو ریزگاری ضرور اپنی جیب میں رکھتے اور سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔ اس مقصد کیلئے گھر میں بھی ریزگاری رکھتے اور تاکید کرتے کہ کسی سائل کو خالی نہ جانے دیا جائے۔ علامہ شرف قادری نے اپنے والد ماجد مولانا اللہ دتہ کے حوالے سے بتایا کہ ان کے ایک پوتے مختار احمد صابری کا بیان ہے:

"ایک دفعہ مولانا اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ تھیلا اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو آٹا لے آئیں، میں نے کہا کہ ابھی کل پرسوں تو آٹا منگوایا ہے۔ کہنے لگے تم چلو تو سہی، ڈپو سے دس سیر آٹا لیا ایک دروازے پر لا کر رکھ دیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بچی باہر آئی اسے کہا یہ: "آٹا لے جاؤ" اور واپس آگئے۔"[7]

والدہ ماجدہ

علامہ شرف قادری کی والدہ ماجدہ کا نام رابعہ بی بی تھا۔ رمضان المبارک میں پندرہ سے بیس بار قرآن پاک مکمل پڑھتیں۔ علامہ شرف قادری کی والدہ مولانا علامہ محمد سردار احمد چشتی قادری سے بیعت تھیں۔ آخری وقت بے ہوشی کے عالم میں بھی ہر سانس کے ساتھ اسم ذات "اللہ" کا ذکر جاری تھا جس کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ والدہ کا انتقال ۷ جولائی ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۰ ذی القعدہ ۱۴۰۷ھ میں ہوا۔[8]

تحصیل علم

قیام پاکستان کے بعد علامہ شرف قادری کے والد مولانا اللہ دتہ انجن شیڈ لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ جہاں علامہ شرف قادری نے ۱۹۵۱ء میں پرائمری کا آغاز کیا، تحصیل علم کیلئے ایم۔ سی پرائمری سکول انجن شیڈ لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۵ء تک وہیں زیر تعلیم رہے۔[9]

دینی تعلیم کا آغاز

علامہ شرف قادری کی دینی تعلیم کا آغاز تو والدین کریمین کے ہاتھوں گھر ہی سے ہو گیا تھا۔ بچے کی فطرت یہ ہے کہ بالعموم وہ اپنے ماحول کو دیکھ کر زیادہ سیکھتا ہے۔ علامہ شرف قادری کا کہنا ہے:

"بچپن میں یہ سوچا تھا کہ بڑا ہو کر بندۂ مومن بنوں گا، مدرس بنوں گا، خادم دین بنوں گا۔"[10]

دینی درسگاہیں

علامہ شرف قادری نے تحصیل علم کیلئے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد کا بطور دینی درسگاہ انتخاب کیا۔ وہاں انہوں نے ۱۹۵۵ء ۱۹۵۷ء تعلیم حاصل کی۔ علامہ شرف قادری کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں سید محمد عبداللہ قادری نے لکھا ہے :

''علامہ شرف قادری ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ رضویہ فیصل آباد میں داخل ہوئے جبکہ علامہ شرف قادری کہتے ہیں کہ میں نے ۱۹۵۵ء میں لاہور سے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو عمر تیرہ برس تھی۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں اپنے برادرِ اکبر مولانا محمد عبدالغفار ظفر صابری کی ترغیب پر داخل ہوئے جہاں علامہ شرف قادری نے مولانا محمد سردار احمد کی نگرانی میں درس نظامی کا نصاب شروع کیا۔''[11]

مقالاتِ شرف قادری میں مذکور ہے:

''منطق کا ابتدائی رسالہ ''صغریٰ'' قاضی محمد فضل رسول رضوی (فیصل آباد) کی معیت میں مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری (فیصل آباد) سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور ایک مرتبہ بخاری شریف کے درس میں بھی حصہ لیا۔''[12]

علامہ شرف قادری کے ابتدائی تعلیمی دور کے حوالے سے محمد عبدالستار طاہر کا بیان ہے :

''مولانا سید منصور حسین شاہ، مولانا حافظ احسان الحق، مولانا حاجی محمد حنیف، مولانا محمد عبداللہ جھنگوی اور مولانا مفتی حاجی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ (فیصل آباد) سے فارسی، صرف ونحو اور ادب کی ابتدائی کتب پڑھیں۔''[13]

علامہ شرف قادری دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں اپنی تعلیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''جامعہ رضویہ فیصل آباد میں تحصیل علم کے دوران سال شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی تشریف لائے۔ مولانا محمد عبداللہ جھنگوی کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۹۵۷ء میں میں نے بھی جاکر دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں داخلہ لے لیا اور صوفی حامد علی سے ''نحو میر'' پڑھی۔ بعد میں انہوں نے لیہ ضلع مظفر گڑھ میں اپنا ادارہ ''مدرسہ نعمانیہ رضویہ'' قائم کر لیا۔ اڑھائی مہینے بعد تعلیمی سال ختم ہوا تو میں واپس آگیا۔''[14]

اپنے اس تعلیمی عرصہ کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ وہ تین ماہ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف میں زیر تعلیم رہے۔[15] علامہ شرف قادری اپنی کتاب ''نور نور چہرے'' میں مذکورہ بالا درس گاہ میں دوسری مرتبہ حصول تعلیم کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''دوسری مرتبہ ۱۹۶۳ء میں جب استاذ گرامی مولانا عطا محمد گولڑوی حرمین شریفین حج وزیارت کیلئے گئے تو تقریباً تین ماہ ''دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام'' سیال شریف میں تعلیم حاصل کرتا رہا ان دنوں شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی سے مسلم الثبوت، حماسہ اور سراجی کا درس لیا۔''[16]

سید احمد شرافت نوشاہی علامہ شرف قادری کی دوسری درسگاہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''۱۳۶۷ھ بمطابق ۱۹۷۵ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں علامہ شرف قادری نے داخلہ لیا اور صرف ونحو کی کتابوں سے لے کر مُلّا جلال تک

کا مطالعہ کیا۔"[17]

علامہ غلام رسول سعیدی یوں بیان کرتے ہیں:

"علامہ شرف قادری نے ابتدائی کتب لائل پور (فیصل آباد) میں پڑھنے کے بعد متوسط کتب کی تعلیم کیلئے "جامعہ نظامیہ رضویہ" لاہور میں مولانا غلام رسول رضوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا۔"[18]

علامہ شرف قادری کے سوانح نگار محمد عبدالستار طاہر کہتے ہیں:

"شرف صاحب "جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور" میں مولانا شمس الزمان قادری، مولانا غلام مصطفیٰ (سمندری)، مولانا حافظ محمد ایوب ہزاروی، نور محمد قادری (واربرٹن) سے درس نظامی کی ابتدائی اور متوسط کتب پڑھیں۔ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی سے "کافیہ" اور "شرح تہذیب" پڑھی۔ مفتی صاحب بڑے محنت سے پڑھاتے تھے اور سنتے بھی تھے۔ اکثر و بیشتر کتابیں شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی سے پڑھیں جو اس وقت جامعہ کے مہتمم بھی تھے۔"[19]

علامہ غلام رسول سعیدی "تذکرہ اکابر اہل سنت" میں علامہ شرف قادری کے آخری تعلیمی مرحلے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بعد ازاں آخری کتب پڑھنے کیلئے علامہ شرف قادری بندیال میں استاذ الاساتذہ عطا محمد چشتی گولڑوی کی خدمت میں حاضر ہوئے، مولانا نے تقریباً ہر فن میں ان سے استفادہ کیا ہے۔"[20]

علامہ شرف قادری نے مذکورہ بالا چار درسگاہوں میں اپنے عہد کے عظیم اساتذہ سے اکتساب علم و فیض کیا، آپ کی شخصیت پر ان تینوں اداروں کے اثرات تھے مگر سب سے زیادہ اثرات جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف کے تھے جہاں استاذ الاساتذہ علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی و عربی علوم و فنون کے دریا بہا رہے تھے۔ علامہ شرف قادری نے مولانا غلام الدین اشرفی (امام جامع مسجد صدیقیہ، انجن شیڈ لاہور) سے بھی ایک کتاب کے کچھ اسباق پڑھے جیسا کہ آپ نے ایک جگہ لکھا ہے:

"فقیر کو انہوں نے بدائع منظوم بھی شروع کروائی تھی اور اس کے چند اسباق بھی پڑھائے تھے"[21]

اساتذہ

علامہ شرف قادری نے پاکستان کے جن نامور مدرسین سے شرف تلمذ پایا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ علامہ ابوالبرکات سید محمد احمد قادری اشرفی رضوی، علامہ شرف قادری کے استاذ تھے۔ علامہ شرف قادری نے ان سے باقاعدہ درس تو نہیں لیا البتہ سند حدیث کے اجراء کے وقت تبرکاً زانوئے تلمذ طے کیا۔ ترمذی شریف کی کچھ احادیث پڑھ کر سنائیں۔[22]

۲۔ علامہ مولانا سردار احمد رضوی چشتی قادری، فیصل آباد۔

۳۔ علامہ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی، خوشاب۔

۴۔ علامہ مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد۔

۵۔ علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور/ شیخوپورہ۔

۶۔علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی، سیال شریف سرگودھا۔

۷۔علامہ مولانا حافظ احسان الحق، فیصل آباد۔

۸۔علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ، فیصل آباد۔

۹۔علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی، فیصل آباد۔

۱۰۔علامہ مولانا شمس الزمان قادری، لاہور۔[23]

علامہ شرف قادری کے اساتذہ کی یہ فہرست دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے عہد کے جلیل القدر اساتذہ سے اکتسابِ علم وفیض کیا۔اور یقیناان اساتذہ کرام کا علمی اور روحانی فیض تھا کہ علامہ شرف قادری جب مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے تو ایک جہان نے آپ سے استفادہ کیا۔

سندِ حدیث کی اجازت

علامہ شرف قادری نے علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور دیگر علوم کا باقاعدہ درس درس لیا مگر انہوں نے برصغیر پاک وہند کے ستر جبکہ اٹھائیس عرب شیوخ سے اجازت حدیث حاصل کی، جن میں سے چند عرب شیوخ کے اسماء پیش خدمت ہیں: محدث الحجاز ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی (مکہ مکرمہ)، مفتی جمہوریہ مصر ڈاکٹر علی جمعہ (مصر)، ڈاکٹر احمد عمر ھاشم (مصر)، علامہ الحسن بن محمد بن الصدیق الغماری (بلجیکا)، الشیخ عبدالباعث الکتانی (مصر)، المفتی عبدالکریم المدرس (بغداد)، الشیخ احمد محمد الحافظ عبداللطیف التیجانی (مصر)، الشیخ محمد علی مراد المدنی (مدینہ منورہ)، الدکتور سعد جاویش (مصر)، الشیخ عبداللہ ابراہیم الغلاییني الدمشقی، الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی (الکویت)، الدکتور عبدالغفور (بغداد)، الشیخ اسامۃ بن السید محمود الشافعی (مصر)، الشیخ محمد الیعقوبی الشامی (شام) وغیرھم۔[24]

بحیثیت شاعر

علامہ شرف قادری عربی، فارسی اور اردو میں گہری مہارت رکھتے تھے، وہ نہ صرف ان تینوں زبانوں کے بہترین نثر نگار تھے بلکہ انہوں نے ان تینوں زبانوں میں شاعری بھی کی، علامہ شرف قادری اپنی فارسی شاعری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"جب میں ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں زیر تعلیم تھا تو مجھے "دیوان حافظ" کی شرح "لسان الغیب" کے مطالعہ کا اتفاق ہوا اور ساتھ ہی شعر وشاعری کا شوق سوار ہو گیا۔فارسی میں کئی اشعار لکھے۔استاذ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی جب عمرہ سے واپس آئے تو فارسی میں ایک قصیدہ لکھ کر ان کی خدمت میں پیش کیا۔جو نہی سیال شریف سے واپس آیا وہ دن اور آج کا دن فارسی تو کیا اردو میں بھی ایک شعر تک موزوں نہ ہو سکا اور نہ ہی سوز و گداز کی وہ کیفیت باقی رہی۔"[25]

علامہ شرف قادری اپنی عربی شاعری کے بارے میں فرماتے ہیں:

"۱۷ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ/۶ مئی ۱۹۹۶ء کی رات دیر تک نیند نہ آئی، طبیعت میں بے چینی تھی۔اسی بے کیفی میں قصیدہ بردہ شریف کا ایک شعر زبان پر آگیا:

"یا رب بالمصطفی بلغ مقاصدنا واغفرلنا ما مضی یا واسع الکرم"

اللہ تعالیٰ کی عنایت دیکھیے کہ یہ شعر پڑھتے پڑھتے اسی وزن کہ کچھ اور اشعار دل پر وارد ہونے لگے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں لیکن چند اشعار تیار ہو گئے جو میں نے لکھ لیے جو درج ذیل ہیں:

یارب بالمصطفی طهر بواطننا عن الرذائل واحفظها من اللمم

یارب بالمجتبی نور لطائفنا بالذکر والفکر والعرفان والحکم

محمدٌ سید السادات فی کرم معلم الناس بالتوحید والعظم

والمسلمون علوا فی کل معرکة بالرشد والخیر والایمان ذی القیم

لما عصوا امره جهلا برفعته صاروا ذوی الذل والخسران في الامم

صاروا عبید کلنتن مخلصین له واصبحوا لعبة للعائد الخصم

اما تری مسلمی شیشان فی کرب و بوسنا اهلها في الضیم و الضرم

وما تری مؤمنی کشمیر فی حنق وفی المصائب والعدوان النقم۔[26]

۱۸ نومبر ۱۹۹۶ء میں علامہ شرف قادری اپنے استاذ مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راستے میں چند نعتیہ اشعار لکھے جو درج ذیل ہیں:

اے سراپا حق کی رحمت السلام اے سراسر لطف و راحت السلام

اے امینِ سرِ وحدت السلام دافع ہر شر و زحمت السلام

پیکرِ نور و کرم ذاتش تمام روحِ اعظم بابِ جنت السلام

اتباعت باعثِ فوز و فلاح اقتدایت روحِ عظمت السلام[27]

ایک اور جگہ ان کا اردو کلام نظر سے گزرا۔ علامہ شرف قادری لکھتے ہیں:

"فقیر اگرچہ شاعر نہیں تاہم مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت کچھ اشعار ذہن میں آ گئے، یہ شاعری کے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں تاہم جذبات کا اظہار ہے۔

یااللہ مدینہ کا سفر ہے مقدر کا ستارہ اوج پر ہے

ملائک رشک میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ ان کا سنگ در ہے میرا سر ہے

یہ شب میرے لئے معراج کی شب نبی کی بارگاہ میرا مقر ہے[28]

علامہ شرف قادری کے بارے میں اہل علم کے تاثرات

علامہ شرف قادری جہاں ایک عالم تھے وہیں ایک مصنف بھی تھے۔ علامہ شرف قادری کے اخلاق و مزاج کے بارے میں چند اہل علم کے تاثرات اور خیالات درج ذیل ہیں:

مولانا تاج محمد خان الازہری جامعۃ الازہر کے استاذ ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس کے تاثرات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ جب میں (ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس) پہلی بار ان سے ملا اور ہم ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے تو میں نے ملاقات کی گرمجوشی محسوس کی کہ میں انہیں بہت سالوں سے جانتا ہوں۔ اگر میں ان سالوں کی تعداد بیان کروں تو وہ مجھے بوڑھا ثابت کر دیں گے۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ہم ایک دوسرے کو بہت طویل عرصہ سے جانتے ہیں۔"[29]

علامہ شرف قادری کی اعتدال پسندی اور بے نفسی کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد فرماتے ہیں:

"وہ اپنے دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا کرتے تھے، بدخواہوں سے بھی ملتے تھے۔ انہوں نے کبھی جدید علماء کی طرح توپ و بندوق کا سہارا نہ لیا، اللہ کا سہارا ہی ان کا سہارا تھا، ان کے اندر خود نمائی اور خود پسندی کا شائبہ تک نہ تھا، اللہ تعالی نے ان کا نام اور کام روشن کر دیا۔"[30]

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین فرماتے ہیں:

"جامعہ پنجاب میں رہتے ہوئے ہم نے علوم اسلامیہ کے اساتذہ و محققین اور دیگر اہل علم سے مل کر ایک تھنک ٹینک " مجلس فکر و نظر" کے نام سے بنایا جس کے پیش نظر یہ تھا کہ مسلم معاشرے کو درپیش عصری مسائل پر غور خوض کیا جا سکے، اس مجلس کے تحت کئی عمدہ کام ہوئے، ایک دفعہ ہم نے مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب کے ساتھ مشاورت کر کے "جہاد اور دہشتگردی کی عصری تطبیقات" کے عنوان سے مجلس فکر و نظر کے تحت قومی سطح کے ایک سیمینار کا پروگرام بنایا، جس میں سارے مکتب ہائے فکر کے اسلامی اسکالرز کو مدعو کرنا مطلوب تھا، میں نے مفتی صاحب سے موزوں علماء کرام کے ناموں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے سب سے پہلے علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب کا نام لیا اور یہ بھی بتایا کہ وہ بہت بیمار رہتے ہیں لیکن توقع ظاہر کی کہ وہ اگر خود تشریف نہ بھی لا سکے تو شائد مقالہ ہی لکھ کر بھیج دیں، چنانچہ میں نے مجلس فکر و نظر کے سیکرٹری کی حیثیت سے علماء کرام کو خطوط لکھے دیئے اور ایک متعین تاریخ تک جہاد اور دہشتگردی کے موضوع پر مقالات بھجوانے کی درخواست کی۔ قارئین کرام! شاید یہ جان کر متعجب ہوں کہ مقررہ مدت کے اندر مجھے صرف ایک مقالہ ملا جو علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ پچیس صفحات کا ایک مبسوط مقالہ جو خوشخط تھا اور جس میں حوالہ جات کا باقاعدہ اندراج بھی تھا۔ یاد رہے کہ مقررہ مدت کے اندر مجھے یہ صرف ایک ہی مقالہ ملا حالانکہ میں نے پاکستان بھر کے منتخب پچاس علماء کرام اور اسلامی سکالرز کو خط لکھے تھے، اس سے علامہ صاحب کی پابندی وقت کی عادت اور احساس ذمہ

داری کا پتہ چلتا ہے۔"[31]

تلامذہ

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے کافی عرصہ خدمت دین میں گزارا۔ درس و تدریس کی دنیا میں شہرت دوام حاصل کی اور لاتعداد طلباء نے آپ سے تلمذ حاصل کیا اور بعد میں مدرسین، مصنفین اور مبلغینِ اسلام بنے۔ علامہ شرف قادری سے تلمذ پانے والے تمام تلامذہ کی تعداد تو محفوظ نہیں مگر ان میں سے جن افاضل نے فراغت کے بعد تدریس، تصنیف اور تبلیغِ دین میں نمایاں خدمات سرانجام دیں چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:

مولانا مفتی محمد خان قادری، شیخ الجامعہ، جامعہ اسلامیہ، لاہور۔ مولانا محمد صدیق ہزاروی، شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، لاہور۔ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور۔ مولانا غلام نصیر الدین چشتی، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، لاہور۔ مولانا حافظ عبدالغفور، ناظم حنفیہ غوثیہ چوہان روڈ، لاہور۔ مولانا حافظ محمد شاہد اقبال، مدرس جامعہ حزب الاحناف، لاہور۔ مولانا صاحبزادہ سردار احمد، ناظم جامعہ حبیبیہ، حبیب آباد۔ مولانا صاحبزادہ حبیب امجد، مدرس جامعہ امینیہ، فیصل آباد۔ مولانا عبدالرشید قریشی، مدرس جامعہ رضویہ سٹیلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی۔ مولانا محبوب احمد ملتانی، مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور۔ مولانا قاری محمد یوسف سیالوی، دینہ جہلم۔ مولانا اللہ دتہ، بھابڑہ، ضلع سرگودھا۔ مولانا محمد یونس، لیکچرر عربی گورنمنٹ کالج دھیر کوٹ باغ، آزاد کشمیر۔ مولانا لیاقت علی انجم، مدرس جامعہ محمدیہ کریمیہ، شیخوپورہ۔[32]

علاوہ ازیں درج ذیل تلامذہ کے نام بھی ملتے ہیں:

ڈاکٹر محمد مبارز ملک، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، ڈاکٹر فضل حنان سعیدی، ڈاکٹر غلام محمد، ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی، ڈاکٹر فیاض الحسن جمیل۔[33]

اولاد

علامہ شرف قادری کی اولاد میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ تین بیٹوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، مشتاق احمد قادری، حافظ نثار احمد قادری[34]

وصال

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بمطابق یکم ستمبر ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[35]

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ شرف قادری کے وصال پر اہل علم نے تاثرات کا اظہار کیا، ذیل میں ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات پیش خدمت ہیں، آپ نے فرمایا تھا:

"علامہ موصوف کے تلامذہ، تصنیفات، تالیفات، علمی رشحات، مقالات اور مختلف موضوعات پر مضامین کا ذخیرہ ایسا صدقہ جاریہ ہے جو تا قیام قیامت ان کی یاد دلاتا رہے گا۔ آپ حقیقی معنوں میں اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر اور وہ عظیم نشانی تھے جو

آج کے تاج وزر کے طالبان کے لئے ایک عظیم قابل تقلید مثال تھے کہ اس دور کے اندر بھی سیم وزر سے معمور دنیا میں قلندرانہ شان سے زندگی بسر کی جاسکتی ہے، خاک نشیں علم کا شہسوار خاموشی سے خاک نشیں ہوگیا اور اپنے پیچھے ان مٹ نقوش آفتاب وماہتاب کی صورت چمکتا ہوا چھوڑ گیا۔"[36]

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی علمی خدمات

علامہ شرف قادری نے تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی جولان گاہ میں بھی کافی علمی و تحقیقی کام کیا ہے۔ پاکستان، بنگلادیش، نیپال اور ہندوستان کے دینی وعلمی حلقوں میں آپ کا نام مشہور ومعروف ہے۔ علامہ شرف قادری نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔ متعدد عربی، فارسی کتابوں کو اردو کے قالب ڈھالا ۔ بے شمار کتابوں پر مقدمات، تقریظات اور تعارف تحریر کیا۔ اس کے علاوہ درجنوں طویل اور مختصر مضامین ومقالات تحریر کیے۔ گویا علامہ شرف قادری کی زندگی کا بیشتر حصہ تدریس، دعوت وارشاد اور لکھنے پڑھنے میں ہی گزرا۔

تصانیف

علامہ شرف قادری ایک صاحب طرز قلمکار تھے، آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں متعدد اور متنوع موضوعات پر قلم اٹھایا، علماء کے تذکرے لکھے، عربی اور فارسی کتب کے اردو تراجم کئے، ترجمہ ایسا شستہ اور رواں کہ اس پر اصل کا گماں ہوتا ہے، آپ کسی سے اختلاف رائے کرتے تو اختلاف کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے، جس بات کو حق سمجھتے اصلاحی اسلوب میں بلاخوفِ لومۃ لائم نہایت شائستگی سے کہتے یا لکھ دیتے، ہمارے علم کے مطابق آپ کے قلم سے کبھی کسی کی دل آزاری نہ ہوئی، آپ کی تحریریں افراط و تفریط سے پاک اور اعتدال سے آراستہ ہوتیں، اختصار کے پیش مقالے میں نظر آپ کی تصانیف کا تذکرہ نہیں کیا جارہا فقط ایک اہم کاوش کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔[37]

ایک اہم کاوش :انوار الفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن

علامہ شرف قادری کی اس کاوش "انوار الفرقان فی ترجمہ معانی القرآن" کے بارے میں کہا گیا ہے:

"علامہ شرف قادری نے عمر کے تقریباً چالیس سال درس وتدریس کی وادیوں میں گزارے، مورخہ ۱۳ اپریل ۲۰۰۴ء کو مسلسل اڑھائی گھنٹے تک جاری رہنے والا زبان کا ایک انتہائی حساس اور تکلیف دہ آپریشن ہوا جس کے بعد آپ نے گفتگو میں وقت کے باعث درس وتدریس سے کنارہ کشی کرلی۔ صبر وشکر کے پیکر شرف ملت نے ایک مرتبہ اپنی اذیت ناک بیماری (کینسر) کا تسلیم رضا سے معمور لہجے میں یوں ذکر فرمایا: "اگر میری قوت گویائی پوری طرح بحال ہوتی تو شاید میں کسی اور دینی کام میں مصروف ہوتا اور یوں ترجمہ قرآن پاک کے لئے وقف نہ ہو پاتا جیسے اب ہوں، یہ نبی رحمت ﷺ کے طفیل اللہ تعالی کا خاص فضل وکرم ہے۔" صبر وشکر کے سانچے میں ڈھلے ہوئے یہ کلمات علامہ شرف قادری کی طرف سے تقدیر کے فیصلے پر راضی بر رضا رہنے کی بہترین صورت ہے۔ یوں علامہ شرف قادری نے انتہائی تکلیف دہ بیماری کو بھی سراپائے تسلیم ورضا بن کر رب کی رحمت قرار دیا۔ اور علامہ شرف قادری نے عملی طور پر جس رفتار سے بیماری کے ان دنوں میں ترجمہ کیا وہ صحت کے ایام سے بہت مختلف تھی۔ یوں لگتا ہے کہ صاحبِ " انوار الفرقان" آخرت کی منزل پر روانہ ہوتے ہوئے آخرت کے لئے تیار ہوگئے۔ زادراہ میں ترجمہ قرآن کو شامل کرنے کے آرزومند تھے۔ قرآن سے یہ محبت ایک سچے عاشق رسول ﷺ ہی کا حصہ ہے قرآن سے رحمت دو عالم ﷺ کی

محبت یقیناً علامہ شرف قادری کے سامنے ہمیشہ رہتی تھی۔ انہوں نے قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی والہانہ محبت سے سرشار ہو کر ترجمہ قرآن کیا۔"[38]

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کا ترجمہ درج ذیل خوبیوں کا حامل ہے :

ا۔ یہ نہایت ہی آسان اور بامحاورہ ہے۔

۲۔ زبان کی سلاست کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔ اکثر مترجمین استثنائیہ مقامات پر استثنائیہ ہی ترجمہ کر جاتے ہیں جن کی وجہ سے قاری نہایت الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ علامہ شرف قادری نے اس امر کی طرف خاص توجہ دی ہے۔

۳۔ یہ خیال رکھا گیا ہے کہ خواص و علماء کے علاوہ عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکے۔

۴۔ اس میں صرف، نحو، منطق اور بلاغت کے قواعد و ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ بعض مقامات پر حاشیہ میں صرفی، نحوی اور منطقی انداز میں سوال کرتے ہیں پھر خود ہی ان کا جواب لکھ دیتے ہیں ۔[39]

علامہ شرف قادری کا ترجمہ قرآن اردو قرآنی تراجم میں بلا مبالغہ ایک اہم علمی، تحقیقی اور ادبی اضافہ ہے، لگتا ہے کہ انہیں قرآنی ترجمہ کی حساسیت اور نزاکتوں کا بخوبی اندازہ تھا، نیز عربی اور اردو میں بھی بھرپور مہارت تھی، علوم القرآن کی کتب، اصول ترجمہ قرآن اور کتبِ تفسیر پر گہری نظر تھی، وہ قرآنی آیات کے معانی اور مفاہیم کو اپنے دل و دماغ میں اتار کر بہت ہی سرمستی اور سرشاری سے اردو کے سانچے میں ڈھالتے تھے، اس ترجمہ میں علمی ثقاہت اور ادبی چاشنی کا امتزاج واضح طور پر دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے، ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ترجمہ نگار عربی، فارسی اور اردو میں اپنی شاعرانہ اور نثری صلاحیتوں کے جوہر دکھا چکے تھے۔

اس ترجمہ قرآن کے حوالے سے علامہ غلام رسول سعیدی نے فرمایا:

"یہ ترجمہ اردو کے زبان و بیان کا ادبی شاہکار ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید کے جتنے اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں ان میں اردو ادب کی ایسی چاشنی نہیں ہے، اس ترجمہ کو پڑھنے والا بے ساختہ جھوم جھوم اٹھتا ہے اور اس کی زبان سے ارتجالاً تحسین کے کلمات نکلتے ہیں۔"[40]

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تدریسی خدمات

علامہ شرف قادری نے جہاں تصنیفی و تدوینی کام سرانجام دیا ہے وہیں پر ان کی تدریسی خدمات بھی ملتی ہیں، ان کے تلامذہ کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ علامہ شرف قادری تقریباً ہر درسی ایک کتاب پڑھا لیتے تھے۔ مثلاً حدیث، تفسیر، فقہ و اصول فقہ، صرف و نحو، منطق و فلسفہ، بلاغت و عروض، قدیم اور جدید عربی ادب وغیرہ۔ آج ان کے تلامذہ ملک پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر کی مساجد میں منبروں پر قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جبکہ دینی درسگاہوں میں اسلامی اور عربی علوم و فنون کی تدریس کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

تدریسی زندگی کا آغاز

علامہ شرف قادری کی تحصیل علم کی زندگی چار جامعات پر محیط ہے جبکہ تدریسی زندگی پانچ دینی درسگاہوں پر مشتمل ہے جو حسب ذیل ہیں:

ا۔جامعہ نعیمیہ لاہور ۱۹۶۵ء

۲۔جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۹۶۷تا۱۹۶۸ء/دسمبر ۱۹۷۳ءتا۲۰۰۲ء

۳۔دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ۱۹۶۸ء

۴۔دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ ۱۹۶۸تا۱۹۷۱ء

۵۔مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ۱۹۷۱ءتا۱۹۷۳ء[41]

پہلی تدریس گاہ

علامہ شرف قادری نے جنوری ۱۹۶۵ء میں جامعیہ نعیمیہ لاہور سے (بحیثیت مدرس) اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔[42]

دوسری تدریس گاہ

علامہ شرف قادری کی تدریسی زندگی کا بیشتر حصہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں گزرا۔ بلکہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے ان کی وابستگی زمانہ طالب علمی سے تھی۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے ان کا دیرینہ تعلق ربع صدی پر محیط ہے۔ علامہ شرف قادری لکھتے ہیں:

"جامعہ نظامیہ رضویہ سے میری وابستگی بہت طویل ہے۔ مئی ۱۹۵۷ء سے اکتوبر ۱۹۶۱ء تک بحیثیت طالب علم اس مدرسہ میں رہا۔"[43]

"۱۹۶۶ء میں ان کے عربی استاذ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے انہیں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بلا لیا۔ پھر بحیثیت مدرس ۱۹۶۷ء تک وہیں پڑھاتے رہے۔"[44]

تیسری تدریس گاہ

اپنی تدریسی زندگی کے تیسرے مرحلے کے بارے میں علامہ شرف قادری کہتے ہیں:

۱۹۶۷ء میں فقیر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں فرائض تدریس انجام دے رہا تھا یہ میرا جامعہ میں دوسرا سال تھا۔ استاد صاحب (مولانا عطا محمد چشتی گولڑوی) کا مکتوب موصول ہوا کہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں پیر کرم شاہ الازہری نے ایک مدرس طلب کیا ہے تم وہاں چلے جاؤ۔ سرتابی کی مجال نہ تھی۔ شعبان میں چھٹیاں ہوتے ہی بھیرہ چلا گیا۔ وہاں ڈیڑھ ماہ تدریس کے فرائض انجام دیے۔ رمضان شریف گزرنے کے بعد استاد کی اجازت سے پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آگیا۔[45]

چوتھی تدریس گاہ

علامہ شرف قادری اپنی چوتھی تدریس گاہ کے حوالے سے کہتے ہیں:

صاحبزادہ محمد طیب الرحمان چھوہروی کے اصرار پر ۱۹۶۸ء کو جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ چلا گیا جہاں مجھے صدرِ مدرس اور مفتی مقرر کیا گیا، ایک مسجد میں جمعہ پڑھانا رات کو درس قرآن دینا میرے ذمہ لگا دیا گیا، گرمیوں کے موسم میں سکول میں چھٹیاں ہوئیں تو محکمہ تعلیم نے سکول ماسٹروں

کو پابند کیا کہ چھٹیوں میں دینی مدارس میں جاکر قرآن پاک پڑھیں، انہیں دو گھنٹے پڑھانے کے لیے بھی مجھے مامور کیا گیا۔ کام کا دباؤ اتنا بڑھا کہ میں بیمار ہو گیا، بیماری اتنی شدید تھی کہ ایک خط پڑھنے کی سکت بھی نہ رہی، اللہ تعالیٰ صاحب زادہ محمد طیب الرحمان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، انہوں نے دو ماہ تک میرا علاج کیا، دوا اور خوراک کا تمام خرچ اپنے پاس سے کیا، اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ میں صحت یاب ہو گیا۔[46]

پانچویں تدریس گاہ

چار سال ہری پور میں رہنے کے بعد دسمبر ۱۹۷۱ میں مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال میں منتظمین کی ضرورت اوران کے شدید اصرار پر علامہ شرف قادری چکوال چلے گئے اور وہاں تدریس اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ وہاں کا ماحول بہت حوصلہ شکن اور مایوس کن تھا۔ طلبہ کی تعداد کم تھی۔ مخالفتوں کی یورش تھی۔ تبلیغ اور اشاعت کے ذرائع اور وسائل نہ تھے۔ علامہ شرف قادری نے جماعت اہل سنت کی تنظیم قائم کی اور اشاعت دین کا کام شروع کر دیا۔[47]

جامعہ نظامیہ لاہور میں دوبارہ آمد

علامہ منشا تابش قصوری لکھتے ہیں:

۱۹۷۴ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہور دروازہ لاہور میں تشریف لے آئے اور تادم تحریر یہاں پر علامہ شرف قادری خدمات درس و تدریس، تحقیق و تصنیف میں مصروف ہیں علامہ شرف قادری ماہرانہ فنی وتدریسی صلاحیتوں کے پیش نظر مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے آپکو صدر المدرسین کا عہدہ تفویض کیا۔ یہاں پر علامہ شرف قادری نے جملہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی تدریس کی۔ ۱۹۷۴ء سے استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔[48]

علامہ شرف قادری لکھتے ہیں:

۱۔ ماہ شوال ۱۳۹۳ھ یا ۱۹۷۳/۷۴ء میں پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آ گیا۔ جہاں مجھے صدر مدرس بنادیا گیا اس کے ساتھ ہی دورۂ حدیث کا آغاز ہوا تو مجھے صحاح ستہ میں سے ابواؤد پڑھانے کی سعادت ملی۔

۲۔ پانچ سال بعد ۱۹۷۸ء میں "مسلم شریف" پڑھانے کا موقع ملا۔

۳۔ پانچ سال بعد ۱۹۸۳ء میں "بخاری شریف" پڑھانے کی توفیق ملی۔

۴۔ اس کے علاوہ "ابن ماجہ شریف" اور "موطا امام محمد" پڑھانے کا موقع بھی ملا مجموعی طور پر مجھے جامعہ نظامیہ رضویہ میں پڑھاتے ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں۔ مسلسل تدریس کا عرصہ تئیس سال ہے اتنا ہی عرصہ نبی اکرم ﷺ کے تبلیغ فرمانے کا دورانیہ ہے۔ فاللہ خیرا حافظا وھوارحم الراحمین۔[49]

علامہ شرف قادری بذات خود ایک اکیڈمی تھے، درس و تدریس کی خدمات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف، عربی اور فارسی کتب کے تراجم، درسی کتب پر حواشی کے علاوہ آپ نے مختلف رسائل اور مقالات و مضامیں یادگار چھوڑے۔ آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں اپنے قلم کا جوہر دکھایا۔ آپ کی تحریروں میں سادگی، سلاست، روانی، اور چشموں کا بہاؤ ہے۔ وہ اپنا مدعا بڑے آسان پیرائے میں بیان کرتے تھے۔ وہ کسی

سے اختلاف رائے بھی کرتے تو متانت کے ساتھ، اُن کی تقریر ہو یا تحریر، بناوٹ سے پاک ہوتی تھی۔ اُن کے مضامین پاک وہند کے مجلات میں شائع ہوتے رہے، علاوہ ازیں انہوں نے تحقیقی سیمینارز میں بھی علمی مقالات پڑھے۔ اُن کا قلم عربی، فارسی اور اُردو میں نہایت روانی سے چلتا تھا۔ دینی علوم کی تدریس میں وہ اپنے عہد کے ایک عظیم استاد تھے، آج بھی دینی مدارس میں ان کے تلامذہ کو تدریس کی مسند پر علم کا نور پھیلاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ خود تو آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے مگر ان کے تلامذہ اور ان کی تصنیفات ان کا نورِ بصیرت عام کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

پیش نظر مقالے کا خلاصہ درجِ ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے:

(۱) علامہ شرف قادری نے ایک دینی اور روحانی گھرانے میں جنم لیا اور اپنے تقوی شعار والدین کے زیر سایہ ایک پاکیزہ ماحول میں نشو و نما اور پرورش پائی یہ پاکیزگی عمر بھر ان کے دل و دماغ پر چھائی رہی۔

(۲) اسکول میں پرائمری تک تعلیم پانے کے بعد علامہ شرف قادری دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے وطن عزیز کی مختلف دینی درسگاہوں میں اپنے عہد کے عظیم علماء سے اکتساب علم کیا۔

(۳) حصول تعلیم کے بعد آپ نے ملک پاکستان کی مختلف درسگاہوں میں تعلیمی اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنی زندگی کا بڑا حصہ اسلامی اور عربی علوم کے چراغ روشن کرنے میں صرف کیا اور سینکڑوں طلباء کے سینوں کو علم کے نور سے آراستہ کیا۔

(۴) علامہ شرف قادری جہاں ایک دینی شخصیت تھے وہیں وہ ایک اچھے شاعر اور نثر نگار بھی تھے، انہوں نے عربی، فارسی اور اردو میں نظم ونثر کے ذریعے اپنی ادبی صلاحیتوں کا اظہار بھی کیا، ان کی مختصر شاعری اور نثر دینی رنگ میں ڈھلی ہوئی تھی۔

(۵) علامہ شرف قادری نے علم سے حدیث کا باقاعدہ درس تو علامہ عطا محمد چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیا مگر انہوں نے برصغیر پاک و ہند کے ستر جبکہ اٹھائیس عرب شیوخ سے اجازت حدیث حاصل کی۔

(۶) علامہ شرف قادری نے کثیر تعداد میں عربی، فارسی اور اردو تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں، کچھ پر حواشی لکھے، کچھ کتب کا عربی اور فارسی سے اردو میں رواں اور شستہ ترجمہ کیا، اس حوالے سے آپ کا ترجمہ قرآن "انوار الفرقان فی ترجمة معانی القرآن" ایک اہم علمی کاوش ہے جو آپ کی علمیت، ادبی ذوق اور تحقیقی مزاج کی عکاس ہے، بلا مبالغہ انوار الفرقان اردو قرآنی تراجم میں ایک اہم علمی، تحقیقی اور ادبی اضافہ ہے، اس سے آپ کی عربی، علوم القرآن اور اُردو میں مہارت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

(۷) علامہ شرف قادری کی علمی اور اصلاحی تحریریں افراط تفریط، غلو اور مبالغہ آمیزی سے دور نظر آتی ہیں، وہ کسی سے اختلاف رائے کرتے تو ان کا اسلوب لہجے کی تلخی سے پاک نیز توازن اور اعتدال سے آراستہ ہوتا تھا۔

❁❁❁

حواشی و حوالہ جات

[1]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، (لاہور: رضا دار الاشاعت، ۱۹۹۹ء)، ص ۳۱۔

[2]۔محمد عبدالستار طاہر، **تذکارِ شرف**، (لاہور: الممتاز پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۵۔

[3]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **مقدماتِ رضویہ**، (لاہور: مکتبہ قادریہ، اپریل ۲۰۰۶ء)، ص ۱۱۔

[4]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **نور نور چہرے**، (لاہور: مکتبہ قادریہ، ۱۹۹۷ء)، ص ۳۴۔

[5]۔ایضاً ص ۲۹۔

[6]۔ایضاً ص ۲۸۔

[7]۔ایضاً ص ۳۷۔

[8]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۳۴۔

[9]۔ایضاً ص ۳۸۔

[10]۔ایضاً ص ۳۸۔

[11]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **مقدماتِ رضویہ**، ص ۱۱۔

[12]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **مقالاتِ شرف قادری**، (لاہور: مکتبہ قادریہ، ۲۰۰۷ء)، ص ۵۴۶۔

[13]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۴۱۔

[14]۔ایضاً ص ۴۲۔

[15]۔شرف قادری، **نور نور چہرے**، ص ۳۴۲۔

[16]۔ایضاً ص ۴۲۔۴۳۔

[17]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۴۳۔

[18]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **تذکرہ اکابر اہل سنت**، (گوجرانوالہ: اویسی بک سٹال، ۱۹۷۶ء)، ص ۲۰۔

[19]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۴۳۔

[20]۔شرف قادری، **تذکرہ اکابر اہل سنت**، ص ۲۰۔

[21]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۵۳۔

[22]۔ایضاً ص ۵۳۔

[23]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **عقائد و نظریات**، (لاہور: مکتبہ قادریہ، ۲۰۰۱ء)، ص ۳۔

[24]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف القادری، **الجواہر الغالیۃ من الاسانید العالیۃ**، (لاہور: مؤسسۃ الشرف، ۱۴۲۶ھ)، ص ۲۱-۲۔

[25]۔شرف قادری، علامہ، **نور نور چہرے**، ص ۳۴۵۔

[26]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **ترجمہ قصیدہ بردہ شریف**، (لاہور: مکتبہ قادریہ، ۲۰۰۵ء)، ص ۳۳۔۳۴۔

[27]۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص ۵۶۔

28۔ایضاً ص۵۵۔

29۔تاج محمد خان، **علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلانے والے**، مشمولہ ماہنامہ الشرف(لاہور:شرف ملت نمبر،اکتوبر۲۰۰۸ء)،ص۱۹۲۔

30۔پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد، **آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے**، مشمولہ ماہنامہ الشرف،(لاہور:شرف ملت نمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء)،ص۱۳۰۔۱۳۱۔

31۔پروفیسر ڈاکٹر محمد امین، **باتیں ان کی یاد رہیں گی**، مشمولہ ماہنامہ الشرف (لاہور: شرف ملت نمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء)،ص ۴۶۔

32۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت** ،ص۸۶،۸۷۔

33۔ان حضرات کے اسمائے گرامی علامہ شرف قادری کے فرزند حافظ نثار احمد قادری نے راقم کو ایک ملاقات میں بتائے۔ بمقام مکتبہ قادریہ، لاہور، ۲۰۱۵ء۔

34۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص۱۰۶۔

35۔محمد مظفر اقبال ہاشمی مصطفوی، **ایک غیور عالم دین**، **مشمولہ ماہنامہ الشرف**،(لاہور:شرف ملت نمبر،اکتوبر ۲۰۰۸ء)،ص۱۳۶۔

36۔**ماہنامہ الشرف** (لاہور:شرف ملت نمبر، اکتوبر ۲۰۰۸ء)،ص۳۴۱۔

37۔علامہ شرف قادری کی تصانیف کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: **محسن اہل سنت**، ص۱۹۷تا۲۰۱۔

38۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، **انوار الفرقان فی ترجمہ معانی القرآن**، (فیصل آباد: فیض رضا پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص۱۰۔

39۔مولانا محمد کلیم اللہ جلبانی، **پیکر وفا**، مشمولہ ماہنامہ الشرف،(لاہور:شرف ملت نمبر،اکتوبر۲۰۰۸ء)،ص۱۸۶۔

40۔علامہ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**،(لاہور:ضیاء القرآن پبلیکیشنز،۲۰۱۵ء)،ج۱،ص۵۸۔

41۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص۶۶۔

42۔ایضاً ص۶۶۔

43۔ ایضاً ص۶۶-۶۷۔

44۔ایضاً ص۶۷۔

45۔ایضاً ص۶۷۔

46۔ایضاً ص۶۷۔۶۸۔

47۔ایضاًص۶۹۔

48۔علامہ منشاتابش قصوری، **مشمولہ اشعۃ اللمعات**، (لاہور: فرید بک سٹال، ۱۹۸۹ء)، ج۴، ص۳۶۔

49۔محمد عبدالستار طاہر، **محسن اہل سنت**، ص۷۰۔

❁❁❁